رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

= Qadian =

قیمت سالانہ
والیان ریاست
وامراء سے
معاونین سے عشر
عوام سے صدر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۝

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے

تار گرام باتو گر آئی چادر قادیان ہند ✣ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان ہند

جلد ۲۵ ✣ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۲۳ء ✣ نمبر ۴۴

مجاہد مصری کا تازہ ترین خط

مجاہد مصری عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کے تازہ ترین خط میں سے کچھ اقتباسات اسلئے دیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب کو اپنے خادم کیلئے دعا کی تحریک ہو۔ یہ امر میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں کہ مصر میں مخالفت کا ایک طوفان بپا ہے۔ مگر یہ شور مخالفت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہد مصری کے لئے حوصلہ شکن اور مایوس کن نہیں بلکہ وہ اس مخالفت میں مصر کے مستقبل کو دیکھتا ہے اسکی امید خدا تعالیٰ پر وسیع ہو رہی ہے۔ اور اسکی کوشش و ہمت میں جرأت و مستعدی کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ موت اسکے لئے کوئی ڈراونی چیز نہیں رہی۔ بلکہ خدا کی راہ میں وہ ایسی عزیز ترین نعمت سمجھتا ہے۔

قصر النیل حکومت نے بند کر دیا ہے مجھکو اسکے متعلق کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے احمدیت کی اشاعت کی شان انشاء اللہ بند نہ ہوگی۔ بلکہ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کے فضل و رحم سے البشریٰ جاری ہو جائے۔

مصر میں اخبار کا اجرا معمولی قربانی نہیں چاہتا مصری مجاہد نے جماعت سے اس کام میں کوئی خاص مدد نہیں لی۔ اس خصوص میں میرے حیدر آبادی بھائیوں خصوصاً مولوی سید عبد العلی صاحب نے خصوصیت سے مدد دی ہے۔ مجاہد مصری جماعت حیدر آباد اور سکندر آباد کے مخلصین کا رہین منت ہے۔

دوسرے اخبار کی شاعت سے مجاہد مصری کو اس قابل بنا دینا چاہیئے کہ وہ اخبار کو پورے اطمینان اور تسلی سے چلا سکے یہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہوگا۔ مگر اسکے لئے جہاں تک اسباب کی ضرورت ہے۔ ہمیں مدد دینی چاہیئے۔

اب میں اسکے تازہ ترین خط کا کچھ اقتباس درج کرتا ہوں جو اسکے چھوٹے بھائی میسر الحکم کے نام آیا ہے۔ اس خط میں وہ اپنے بھائی کو اس اصول کی تعلیم دیتا ہے جو قوموں کی ترقی میں بطور اصل موضوع کے ہوتا ہے۔ لکھتا ہے۔

(۱) تم جانتے ہو قومیں افراد سے بنتی ہیں اور جب تک افراد کی حالت بہت اعلیٰ نہ ہو کچھ نہیں ہو سکتا میں اپنے اندر اسقدر جوش پاتا ہوں کہ اگر میرا بیٹا خدانخواستہ ایسے راستہ پر چلے جو قوم کیلئے مضر ہو تو اسلامی حکومت ہو تو اسکو تلوار سے درست کر دوں اگر وہ زبان سے درست نہ ہو کیونکہ قوم بالکل مکان کی طرح ہوتی ہے اگر ایک اینٹ بھی کمزور اور کچی ہو تو عمارت کمزور ہو کر گر جاتی ہے۔ (۲) یہاں مخالفت سخت تیز ہو رہی ہے ہم کو سخت ہیں۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ باوجود اسکے پرسوں مجھکو ایک بہت بڑے جلسہ میں مدعو کیا گیا۔ جو کہ بہت بڑا سیاسی جلسہ تھا۔ اور میرے نام خاص ٹکٹ روانہ کیا گیا اس جلسہ میں مصر کے سب بڑے بڑے لوگ تھے اور بہت بڑے سیاسی لیڈر بھی تھے۔ مصر کا بہت بڑا شخص عدلی پاشا اس جلسہ کا سردار ہے جو کچھ سال پہلے وزیر الوزراء رہ چکا ہے۔ اسکے بعد عبد الخالق ثروت پاشا وزیر ہوئے تھے۔ یہ بھی اس جلسہ میں تھا مگر میں نہیں گیا کیونکہ حضرت اقدس نے مجھکو ایسی مجلسوں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔

(۳) میں نے یہاں خدا کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ کو بڑے بڑے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ قصر النیل کے ذریعہ تمام عربی ممالک میں تبلیغ ہونے لگ گئی تھی مگر خیر خدا کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

(۴) میں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے میری نسبت فرمایا کہ

یہ جوانی میں اپنے باپ کیطرح بوڑھا ہو جائیگا۔

والد صاحب کو اس خواب کا علم ہے طبیعت پر ایک عجیب بوجھ اور بار ہے۔ میری روح قادیان کیلئے تڑپتی ہے۔ اور سب سے بڑی چیز یہی ہے جسکے لئے بے قرار ہو جاتا ہوں۔

(الحکم) یہ چند ٹکڑے عزیز محمود احمد کے خط میں سے لئے گئے ہیں۔ جس خواب کی طرف اسنے اشارہ کیا ہے وہ مجھے خوب یاد ہے مگر میں اسکی تعبیر ہمیشہ یہ کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے جوانی میں اصابت رائے اور معاملہ فہمی کی نعمت سے مالا مال کریگا۔ الحمد للہ میں اسکے آثار پاتا ہوں۔ اللھم زد فزد

بہر حال احباب اپنے اس مصری خادم کیلئے درد دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسکے ذریعہ سلسلہ کو مصر اور دیگر بلاد سلامیہ میں کامیاب کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض دنیا میں پوری ہو۔

آمین

صادق دارالامان میں

اے آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

۴ دسمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ یورپ و امریکہ سات سال تک تبلیغی خدمات سرانجام دیکر دارالامان پہنچ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے کامیاب خادم کی آمد کا جس قدر انتظار تھا، اس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا ایک خاص آدمی کے ذریعہ امرتسر تک پہنچنے کی خبریں شتابی جا رہی تھیں۔ اور پھر بٹالہ اور قہر تک پہنچنے کی خبروں کا انتظام تھا۔

بعد نماز عصر آپ اپنی جماعت کو لے کر صادق کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ یہ خوبی اور کمال اسلام ہی کا ہے۔ کہ آقا اپنے غلام کے استقبال کو جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ غلام نے وہ کام سرانجام دیا جو خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور مقبول ہے۔ اور جس کی ملائکۃ المقربین بھی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کیا!

خدمت اسلام

اسلام کا حقیقی خادم ہی حقیقی معنوں میں مخدوم کہلا سکتا ہے مفتی صاحب سے وہ کام لیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عین خواہش اور آپ کی بعثت کی غرض تھی۔ اور یہ سب کچھ

حضرت خلیفۃ المسیح کے عزم اور توجہ سے ہوا

غرض آپ اپنی جماعت کو لیکر بیٹر المبلغین تک پہنچے (ریس کنوئیں کا نام میں رکھتا ہوں جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح اپنے مبلغین کو رخصت کرنے اور لینے کے لئے جاتے ہیں)

اور جو قادیان کے اس راستہ کے موڑ پر واقعہ ہے۔ جو سڑک سے قادیان کو جاتا ہے۔ آپ نے جماعت کو ہدایت فرما دی تھی۔ کہ اسلام علیکم کے بعد اہلاً وسہلاً و مرحباً نہیں، اور حضرت خلیفۃ المسیح سے جب وہ مصافحہ کر چکیں۔ تو پھر ہر شخص اپنے جوش کے لحاظ سے بغیر کسی ترتیب کے مصافحہ کرے چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل نے ایڈیٹر الحکم کو موقعہ دیا۔ کہ اپنے

صادق بھائی سے حضرت کے بعد مصافحہ کرلے

اس نظارہ کا بیان کرنا میرے قلم کی طاقت میں نہیں۔ بلکہ ان جذبات محبت و اخلاص کا نقشہ کسی مصور کا قلم بھی نہیں کھینچ سکتا۔

مفتی صاحب کا دل اپنے بچھڑے ہوئے۔ احباب اور دیار محبوب کے سواد کو دیکھ کر جن جذبات اور جوشوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی خفیف سی ترجمانی ان کی آنکھیں کر رہی تھیں۔ غرض وہاں سے یہ جلوس دارالامان کی محبوب بستی میں داخل ہوا۔ مسجد مبارک میں مفتی صاحب نے نماز مغرب ادا کی حضرت اقدس نے ان کی بخیریت و کامیاب واپس آنے پر ان کے لئے دوسرے مبلغین کی کامیابیوں کیلئے دعا فرمائی۔

مفتی صاحب نے احباب کا مختصر الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور اس جوش مسرت میں کہ وہ اپنے

پیارے کی مسجد میں کھڑے ہیں

وہ بے خود ہو گئے۔ اور دفعۃً جوش سے تمام جماعت کے ساتھ سجدہ شکر میں گر گئے۔

مفتی صاحب ۲۳ نومبر ۱۹۲۳ء کو بمبئی پہنچے۔ اور ۲۹ کو وہاں سے روانہ ہو کر ۴ دسمبر کو قادیان وارد ہوئے۔ بمبئی میں ان کے دو لیکچر ہوئے۔ جن میں سے ایک لیکچر مارواڑی مہاودیالہ میں کثیر التعداد حاضرین کی موجودگی میں انگریزی زبان میں ہوا۔ ایک لیکچر آپ نے دہلی میں دیا۔

جھانسی، آگرہ، میرٹھ امرتسر وغیرہ کی جماعتوں نے اپنے سٹیشنوں پر استقبال کیا۔ اکثر جماعتوں کو آپ کے پروگرام کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے بدوں ملاقات واپس ہونا پڑا۔ چنانچہ ۲ دسمبر کے لئے جن جماعتوں نے انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی ملاقات سے محروم رہیں۔ بہرحال خدا کا شکر اور اس کا فضل ہے۔ کہ سات سال کے ایک لمبے دور کے بعد صادق دارالامان میں آپہنچا۔

مفتی صاحب کے کام پر ریویو کرنا اس وقت میرے زیر نظر نہیں میں صرف ان کی آمد کی خبر سے احباب کو آگاہ کر رہا ہوں۔ لیکن میں اس قدر ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو آفاق میں پہنچانے کے لئے ہر تکلیف کو راحت اور ہر دکھ کو سکھ محسوس کیا۔ اور خدا کی رضاء کے لئے اور حضرت امام کے حکم کی تعمیل کی خاطر اپنے بچوں عزیزوں یہاں تک کہ پیاری سے پیاری شے قادیان کی پیاری بستی اور حضرت امام کی صحبت کو بھی قربان کر دیا۔ ایک احمدی کے لئے اور پھر احمدی بھی مخلص احمدی جو حضرت مسیح موعود کے اول درجہ کے مخلصین میں سے ہو۔ ہاں جسے حضرت نے بہ عنایت ایڈیٹر بدر اپنا یار دلدار لکھا ہو، کیلئے قادیان کی گلیوں اور حضرت امام کے قرب سے بڑھ کر کوئی نعمت اور دولت عزیز نہیں ہو سکتی۔ مگر ایک چیز ہے۔ جو اس سے بھی پیاری اور محبوب ہونی چاہئے۔ وہ کیا!

سلسلہ کی نشر و اشاعت کا کام

اس مقصد وحید کے لئے ہم کو اگر اس قربانی کی ضرورت پڑے تو ہمارے اندر سے لبیک کی آواز آنی چاہئے۔ صادق نے اپنے عمل سے یہ بتایا ہے۔ کہ

اس کام کے لئے سب کچھ قربان کر دو

حقیقت میں یہ وہ پیاری شے ہے۔ کہ جان دیکر بھی اگر میسر آوے تو سستی ہے۔ پس مفتی صاحب کا جانا اور آنا اور سات سال کا طول طویل زمانہ فراق ایک فقیر ہے۔

تحریک اشاعت اسلام کی

مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو اس فرض کے لئے اپنے دونوں خرچ اور سینوں میں امنگ رکھتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر مسیح موعود کا نام آفاق میں پہنچانے کے لئے نکل چکے ہیں۔ میں اپنے مخلص صادق محب کو اس کی اس کامیابی اور خوش نصیبی پر صدق دل سے جماعت کے ایک قائمقام اور نائب کی حیثیت میں مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی اور کامیاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے اور یار آور کرے آمین۔

صادق زندہ باد

مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ٹی پارٹی

۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو ۹ بجے مدرسہ احمدیہ کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو ان کے تبلیغی سفر سے بخیر و عافیت واپس آنے پر ایک ٹی پارٹی دی گئی۔ مفتی صاحب کی روانگی پر پہلا ایڈریس بھی مدرسہ احمدیہ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اور آپ ان کی واپسی پر بھی سب سے پہلی یہی دعوت ہے۔ جس سے مدرسہ احمدیہ میں زندگی کی روح کا ایک زبردست احساس پایا جاتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی ایک نظم کے بعد مولوی عبداللہ مالابار نے مختصر سا ایڈریس پڑھا جس میں حضرت مفتی صاحب کی کامیابی اور تبلیغی خدمات کا نہایت قابلیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب نے ایڈریس کے جواب میں بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے بہت جوش اور محبت تھی۔ اس کے ثبوت میں مفتی صاحب نے دو واقعات بیان کئے۔ ان میں سے ایک واقعہ اس خط و کتابت کی ابتدائی تحریک سے متعلق ہے۔ جو مفتی صاحب کو حضرت نے امریکہ کے مشن کو پیپ سے کرنے کے لئے کی۔

مفتی صاحب کی تقریر درد اور رقت کے جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں ایسی تقریروں پر رقت اور محبت کے جذبات کے فلسفہ پر بھی روشنی ڈالی مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ایڈریس میں جو میرے عزم استقلال ہمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ میرا عزم میری ہمت استقلال نہیں بلکہ یہ حضرت امام کا ہے۔ اور آپ ہی کی توجہ اور عقد ہمت مجھ میں کام کر رہی تھی۔

مفتی صاحب نے ان علمی اعزازی ڈگریوں کا جو اُنہ ذکر کرتے ہوئے کے (جن کی طرف ایڈریس میں اشارہ تھا) فرمایا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نشان ہے۔ بی اے میں فیل ہو جانے کے بعد میں نے حضرت اقدس سے دریافت

کیا طیاری کروں۔ تو آپ نے فرمایا
مفتی صاحب بی۔ اے کا خیال ہی
چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے اس کے بدلے
میں تمہارے لئے کچھ اور کہا ہے۔
چنانچہ اب وہ نشان پورا ہو گیا۔ اور یورپ اور امریکہ
میں مجھے یہ اعزازی علمی ڈگریاں میری کسی جدوجہد
اور کوشش کے بغیر مل گئیں۔ اور اتنی ہیں۔ کہ سب
یاد بھی نہیں۔

غرض مفتی صاحب نے مختصراً اپنی تبلیغ اور اس کے نتائج
کا ذکر کیا۔ اور ایمان نومسلموں کے اخلاص اور اسلام
کی عملی روح کی پابندیوں کے تذکرہ میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء
کی محبت انگیز تبلیغی حس پر حوصلہ افزا روشنی ڈالی۔
حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں جماعت کے افراد
میں تبلیغی جذبہ اور عملی روح پیدا کرنے کے لئے فرمایا
کہ قوم افراد کا مجموعہ ہوتی ہے۔ وہی قوم زندہ رہ
سکتی ہے۔ اور زندہ رہنے کی مستحق ہے۔ جس کے افراد
کے اندر یہ جزبہ ہو۔

آخر میں آپ نے دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوا
میں اس مختصر روئداد کو درج کرتے ہوئے مدرسہ احمدیہ
کے کارکنوں اور طالب علموں کو اس مبارک جذبہ کے لئے
مبارکباد دیتا ہوں۔ اگرچہ حسب دستور اب مدرسہ
تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کے بعض دوسرے احباب کی
طرف سے بھی ایسی ہی پارٹیاں اور دعوتیں ہوں
اور ہونی چاہئیں۔ مگر مدرسہ احمدیہ کو جو فخر مسابقت
میں حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقت میں قابل رشک
ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے طلباء اور اساتذہ اسی روح
کو زندہ رکھنے کے لئے دائما ساعی رہیں گے۔ کیونکہ یہ
روح جماعت میں تبلیغی جذبہ کو ابھارنے والی روح ہے

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ٹی پارٹی

۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو حضرت اقدس کے پرائیویٹ سکرٹری
جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے مفتی صاحب
اور از راہ کرم دعوت دی جس میں حضرت اقدس
اور کچھ احباب مدعو تھے۔ حدیث فائدہ میں مفتی صاحب
نے کے بعض ضروری حالات تبلیغ سناتے رہے۔

۱۱ دسمبر کی صبح کو سات بجے مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف ٹی
پارٹی دی گئی۔

بورڈنگ کا ڈائننگ ہال نہایت خوبصورتی سے سجایا
گیا تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی ایک
نظم دآمین ہم کے کچھ شعر پڑھے جانے کے بعد مکرمی مولوی
عبد السلام صاحب خلف الرشید حضرت خلیفہ اول رضی اللہ
عنہ نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنا اردو ایڈریس پڑھا
جس کا جواب مفتی صاحب نے انگریزی میں دیا۔ اور جس سے
مفتی صاحب کی یہ غرض تھی۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلقین
دینی تبلیغی زبان میں قادر انکلابی پیدا کریں۔

ایڈریس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ان
تعلقات کا ذکر فرماتے ہوئے جو مفتی صاحب کو مدرسہ
تعلیم الاسلام سے رہے ہیں۔ طلباء کو انگریزی زبان
میں مہارت اور قابلیت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی
اور اپنے ایام تعلیم کے بعض واقعات کو بیان کرتے ہوئے
بتایا۔ کہ جب تک کسی زبان میں بولنے اور لکھنے کی مشق
نہ ہو۔ محض قواعد کے یاد کرنے سے وہ زبان نہیں آجاتی
اس تقریر کی روح آپ کی وہ رہنمائی تھی۔ جو آپ نے
حاضرین کی ایسی خوشیوں کی تقریب کی عملی حقیقت کی
طرف فرمائی۔

آپ نے فرمایا۔ اگر ہم اس کام کو قابل قدر سمجھتے
ہیں۔ اور اس کامیابی پر ہم کو سچی خوشی ہے۔ تو کوئی
وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم خود اپنی زندگیاں اس تبلیغ کے
کام کے لئے وقف نہ کریں۔

حقیقت میں جب تک ہماری جماعت کے ایک ایک فرد
کے اندر یہ جذبہ نہیں پیدا ہو جاتا۔ کہ میں ہی اس مسئلہ
کی اشاعت کے لئے ذمہ دار اور جوابدہ ہوں۔ اور
ہر فرد اپنا سب کچھ اس کے لئے قربان کرنے کو آمادہ
نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک تبلیغ کے اہم فرض سے
عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہم زبان سے ایسے
کامیاب مبلغین کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے
اس عہدہ کو اختیار نہیں کرتے۔ ہماری یہ تعریفیں

لما تقولون مالا تفعلون کی مصداق ہیں

الغرض آپ نے جماعت میں عموماً اور جلسہ میں خصوصاً ایسا جوش
پیدا کر دیا۔ کہ وہ اپنی زندگیوں کو دین کے لئے علماء وقف
کرنا سیکھیں۔ دعائے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

ایام جلسہ میں علیحدہ مکانوں کی خواہش رکھنیوالے احباب کیلئے اطلاع

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر احباب جلسہ کے
موقعہ پر اگر علیحدہ مکانوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس کا
پورا کرنا منتظمین کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے
کیونکہ جیسا کہ ہمارے اکثر احباب کو معلوم ہے۔ کہ
عام حالات میں بھی قادیان میں مکانوں کا ملنا
مشکل ہوتا ہے۔ پھر ایسے ہجوم کے موقعہ پر کس طرح
فوری طور پر کس میسر آسکتے ہیں۔ اس لئے میں تمام
ایسے احباب کو جو علیحدہ مکانوں کی خواہش رکھتے
ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ
مہربانی فرما کر ۱۵ دسمبر تک خاکسار کو اطلاع
دے دیں۔ تاکہ ابھی سے انتظام شروع کر دیا
جائے۔

گو میں یقینی وعدہ تو نہیں کرتا۔ کہ اس
قسم کے تمام مطالبات کو پورا کر سکوں۔
مگر انشاء اللہ کوشش کی جائے گی۔ لیکن
۱۵ دسمبر کے بعد آنے والی اطلاعوں کے متعلق
میں کسی قسم کا بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔

خاکسار
عبد الرحمن مصری خادم جلسہ سالانہ

جلسہ کے متعلق ضروری اعلان

میں تمام انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کی
خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی
فرما کر تمام ان دوستوں کی جن کو وسیع پیمانہ
پر تعداد سے مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔
جو جلسہ کے موقعہ پر قادیان آنے والے
ہیں۔ اس اطلاع میں یہ امر خاص طور پر
مدنظر رہے۔ کہ مستورات کی تعداد علیحدہ
مذکور ہو۔ تاکہ ان کی رہائش کے لئے
خاطر خواہ انتظام کرنے کی کوشش کی
جائے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔
والسلام۔ خاکسار
عبد الرحمن مصری خادم
جلسہ سالانہ

تعلیم مناظرہ کیلئے دینی سکول

مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے اور انہیں
غیر مذاہب میں مبلغ کا کام سرانجام دینے کے قابل بنانے کیلئے
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک دینی سکول جاری کیا ہے
جس کی تعلیم انگریزی سکولوں کی طرز پر باقاعدہ ہوتی ہے۔ انٹرنس پاس تعلیم
یافتہ نوجوان لئے جا سکتے ہیں۔ جنہوں نے کچھ عربی پڑھی ہو غیر
طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔ جو طلباء اپنے اخراجات پر
پڑھنا چاہیں۔ ان سے فیس نہ لی جائیگی۔ انگریزی عربی سنسکرت اور ویدوں
کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ تین سال کا کورس ہے۔ اگر ہندو سناتھی سکھ
اسلامی انجمنیں اپنے اخراجات پر طلباء کو بھیجنا چاہیں۔ تو بخوشی
لیا جائیگا

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ میں اب عملاً ایک ہی ہفتہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر دور دراز کے احباب دوسرے ہفتہ روانگی قادیان کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ جلسہ کے لئے تین دن ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء مقرر ہو چکے ہیں۔ پروگرام طیار ہو گیا ہے۔ اس جلسہ کی خصوصیتوں میں سے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب ممالک غیر میں تبلیغ کے متعلق اپنے چھ سالہ تجربوں کا اظہار کریں گے۔ اور جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ مغربی ممالک میں انکا سلسلہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب قنصل امور خارجیہ میں جماعت احمدیہ کے کام اور اس کی قیمت اور ترقیات کا نقشہ پیش کریں گے۔

ان دلچسپ لیکچروں کے علاوہ مختلف مذاہب باطلہ کے عقائد باطلہ کی تردید پر جماعت کے قابل اور فاضل لیکچرار تقریریں کریں گے۔ ایک لیکچر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر کا ہوگا۔ یہ لیکچر اپنی طرز کا پہلا لیکچر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے امید کی جاتی ہے کہ اس علمی لیکچر سے کسر صلیب کا نظارہ نظر آئیگا۔ میں اس لیکچر کے موضوع اور مضمون کی تصریح کر سکتا ہوں۔ لیکن میں عمداً اس سے پہلو تہی کرتا ہوں۔ یہ لیکچر اپنی جدت اور نوعیت مضمون کے لحاظ سے بالکل ایک اچھوتا لیکچر ہے اس مضمون پر آجتک جماعت میں کسی نے بحث نہیں کی ہے اس لیکچر کا نہ سننا ایک بڑی نعمت سے محروم رہنا ہے۔ اسلئے احباب خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ اپنی تمام مصروفیتوں کو قربان کر کے بھی آئیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لائیں۔

پھر ان سب باتوں کے علاوہ وہ عظیم الشان نعمت جو اس جلسہ میں ملے گی۔ وہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی دو تقریریں اور دعائیں

ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اور دعائیں جو سالانہ جلسہ پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک ایسا فضل اور نعمت ہے۔ کہ جسقدر ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔

جماعت کو دیکھ کر جماعت کی کامیابی اس کی فلاح اور فوز عظیم کے لئے جو تڑپ ہمارے امام کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی چیز نہیں۔ اور اس سے متاثر ہو کر جس طرح پر وہ اپنے مولا کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے۔ وہ ہاتھ سب کچھ لیکر آتے ہیں۔ پس جو اثر اور فیض حاضرین اور وارد ین پر آتا ہے۔ غائب وہ حصہ نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ کون جانتا ہے کہ پھر ایسے موقعہ ملے گا یا نہیں۔

پس احباب اس جلسہ پر نہ صرف خود تشریف لاویں۔ بلکہ دوسروں کو لیکر آویں۔ اور جو لوگ ابھی تک اس سلسلہ میں داخل نہیں۔ انکو بھی ساتھ لاویں۔ اور عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ تاکہ انمیں سلسلہ کے ساتھ محبت و تعلق کا جذبہ پیدا ہو۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سالانہ جلسہ پر آکر اپنے وقت کو مفید اور کار آمد بنانے کے لئے بہت کوشش ہونی چاہیئے۔ تمام تقریروں کو توجہ سے سنا جاوے۔ اور جن اغراض پر مشتمل وہ تقریریں ہوتی ہیں۔ انکے پورا کرنے کے لئے اپنے اندر عملی روح پیدا کرنے کی کوشش کی جاوے۔

اتنے بڑے جلسہ کا اہتمام بہر حال ایک ضابطہ اور قاعدہ کو چاہتا ہے۔ اگر ہم ان قواعد اور ضوابط کا لحاظ نہ کریں تو نہ صرف ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ ناظمان جلسہ کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے یہ یقین کرنا ضروری ہے۔ کہ ہمارے بھائی ناظمان جلسہ کو ہر ممکن مدد دینے میں مضایقہ نہ کرینگے اور ہر صیغہ اور شعبہ کے کارکنوں کو ان ہدایات اور قواعد کے عملاً کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں گے۔ جو انکو مجلس ناظم جلسہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ اور آپ سلسلہ کے امور مہمہ کے سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

(۲) یہ ہفتہ قادیان میں ازبس مصروفیت اور دلچسپی کا ہفتہ رہا۔ ۲۹ نومبر سے ۲ دسمبر ۱۹۲۳ء تک احمدیہ ٹورنامنٹ کے سبب سے رونق رہی۔ آخری روز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انعامات تقسیم فرمائے۔ ٹورنامنٹ کمیٹی کے سکرٹری مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے جس قابلیت سے اس تقریب کو دلچسپ اور کامیاب بنایا۔ وہ ہر طرح قابل قدر ہے۔ ۳ دسمبر ۱۹۲۳ء سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کیوجہ سے روزانہ ایڈریسوں اور ٹی پارٹیوں اور دعوتوں کی دھوم دھام ہے ۶ دسمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے احباب کو دعوت پر بلایا اور آج صبح مسلم گرپ (چھوٹے بچوں کی انجمن) نے ٹی پارٹی کا اہتمام کیا ہے۔ اور نہایت قابلیت اور عمدگی سے اس تقریب کو نباہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس موقعہ پر جو تقریر فرمائی۔ اس میں اپنی جماعت کو اخلاص فی الدین کی طرف توجہ دلائی اور ان امراض سے بچنے کی ہدایت کی جو کسی قوم یا جماعت کی ترقی کی راہ میں روک ہو جاتی ہیں۔ جن میں سب سے بڑی یہ آفت ہے کہ بعض اوقات انسان کسی شخص کی خدمات اور خوبیوں کا معترف ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کسی اختلاف رائے ہو جانے پر اسکی ساری خوبیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اور مخالفت اختیار کر لیتا ہے مومن کو ہمیشہ ایک منصفانہ اور مخلصانہ راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اور کبھی اس قسم کے جذبات اور اثرات کو قبول نہیں کرنا چاہیئے

حضرت اقدس کی تقریر کا موضوع زیادہ

اخلاص فی الدین تھا

جناب مفتی صاحب نے حسب معمول طلباء کو انگریزی زبان میں تقریر کرنے کی مشق کی طرف توجہ دلائی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے احسانات اور فیوضات کا تذکرہ کر کے محسن سلسلہ کے لئے بالتزام دعا کرنیکا اظہار کیا۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی بھی احمدی اس محسن کے احسانات کا احساس نہ رکھتا ہو۔ میں عموماً اخبار میں یہ تحریک کی ہے کہ بالتزام حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت و کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔

اس ہفتہ میں عام طور پر ابر آلود رہا اور ۲ دسمبر ۱۹۲۳ء کو اچھی بارش بھی ہو گئی۔

اطلاع

جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۹۲۳ء یہ پرچہ خریداران الحکم کے نام سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ مگر اس خیال سے کہ اخبار وقت پر پہنچ جاوے وی پی میں کوئی پرانا پرچہ بھیجا گیا ہے۔ اسوقت تک بہت سے خریداروں کے نام الحکم کی ۱۹۲۳ء کی قیمت بھی باقی ہے۔ جبکہ سال ختم ہو رہا ہے اور اس سال کے صرف ۲ پرچے باقی ہیں۔

جن احباب کے نام ۱۹۲۴ء کی پیشگی قیمت کا وی پی کیا گیا یا جن کے نام ۱۹۲۳ء کے بقایا کا وی پی کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اشاعتی اور ملی فرض کا پورا احساس کریں گے اسلئے کہ اب گویا قیمت بعد میں وصول ہو رہی ہے ۱۹۲۲ء کے حسابات درست ہو رہے ہیں۔ اور مینیجر صاحب الحکم کو ہدایت کی ہے کہ جسقدر پرچوں کی سالوینیں جاری ہوئے ہیں۔ انکا حساب کر کے بقایا داران سے قیمت وصول کیجاوے۔ پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ایسے تمام دوستوں کے نام جنوری کے پہلے ہفتہ سے وی پی کئے جاویں گے (انشاء اللہ العزیز) وصول فرما کر ہمارے خادم کارخانہ کو ممنون فرماویں۔ (عرفانی ایڈیٹر الحکم)

مسلمانانِ ہند کی خدمت میں کھلی چٹھی

کیو نکیٹڈ

اس زمانے میں کچھ ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا ہے کہ ہر شخص جو ایک دو فقرے سنوارے جیل بھگت چکا ہے۔ وہ از خود بنائے قوم بن جاتا ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت نہیں رہی۔ کہ لوگ اس کے دعوئے رہنمائی کو تصدیق کریں۔ اسے رہنما منتخب کریں۔ یا اس سے وہ وجوہات پوچھیں۔ جو ان میں رہنمائی کے جذبات پیدا ہونے کا موجب ہوئے ہیں۔ یا کم از کم اس کے استحقاق رہنمائی کا سوال معرض میں لائیں۔ کوئی وقت تھا۔ کہ تھا

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند
مگر اب معیار رہنمائی یہ رہ گیا ہے کہ
ہر کہ در جیل رود سکہ بنامش خوانند

گویا سیاسیات کے سلسلہ میں قید بھگت لینا جیل جانیوالے کو پیدائشی رہنما بنا دیتا ہے۔ اس سے پہلے تو بھلے آدمی جیل جانے میں شرم محسوس کرتے تھے۔ مگر گاندھی جی کے جیل جانے سے جیل جانا بجائے خود رہنما بننے کا ایک بہترین معیار تسلیم کر لیا گیا ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ جیل جانیوالوں کا اتنا قصور نہیں جتنا عوام کا جو ہر جیل جانیوالے کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ اور عوام بھی جو ہمیشہ کالانعام میں شمار ہوتے ہیں۔ زیادہ قصوروار نہیں ہیں۔ کیوں کہ ان کا مذاق بگڑا ہوا ہے جو شیشہ جیل ہونا مترادف ہے۔ اس امر کا کہ ہر ایک قیدی صائب الرائے ماہر سیاست بے غرض ہمدرد ملک و قوم انسان کامل اور ایسا مانی رکھنے والا ہے۔ جو ایثار و قربانی کے واقعات سے لبریز ہے۔ خواص کا طبقہ ان کے قبول عام کو دیکھ کر اور کچھ ذاتی تعارف کی وجہ سے کوئی آواز ایسی زبان پسند نہیں کرتا۔ جو ایسے خود ساختہ رہنماؤں کے خلاف ہو۔ اسے خود اپنی بے احترامی کا بھی اندیشہ ہے۔ اگنیج کی ملاقاتوں میں وہ صاف طور پر کم از کم اس امر کا زور اقرار کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لیڈر انہیں تباہی کی طرف بیجا رہے ہیں۔ یہاں ہم اس قید میں جو گاندھی جی برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس قید میں جو دوسروں میں سے اکثر نے برداشت کی ہے۔ ایک بین امتیاز دیکھتے ہیں۔ اولذکر قید یقینا ایسی علیحدگی ہے۔ جو اختلاف رائے کی وجہ سے ایک مہذب گورنمنٹ ایک شریف شخص پر مجبوراً عاید کرتی ہے۔ گویا وہ سوسائٹی سے ایک خیر یہ علیحدگی ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کی قیدیں تمام و کمال سزائیں ہیں۔ لیکن عوام میں ان دو مختلف قسم کی قیدوں میں امتیاز کرنے کا مادہ بھی اٹھ گیا ہے۔ اور وہ ہر قیدی کو جو سیاسیات کے معاملہ میں سزا بھگت چکے ہیں۔ اسی معیار پر پرکھتی ہے۔ اور اسے ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے۔ جب یہ بات ہو۔ تو ہمارے خود ساختہ اسلامی لیڈر، جو تقاضائے بشریہ سے خالی نہیں۔ اپنے آپ کو معصوم سمجھتے ہیں۔ اور غالباً اس کی حالت میں ہو کر ہر شخص سوائے ان دو بڑے آدمیوں کے جو قدرت سے خاص دل و دماغ اور قومی درد لیکر آئے ہیں۔ اپنے آپ کو معصوم سمجھے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے موجودہ رہنمایان قوم بلا لحاظ اس کے کہ قوم کی رائے معلوم کریں۔ یا قوم سے اس کے آئندہ سیاسی پروگرام کی بابت مشورہ کریں۔ اپنی رائے کو قوم کی رائے کی حیثیت میں پیٹ فارم پر پیش کرتے ہیں۔ اور اسطرح کرتے ہوئے وہ ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔ اگر شرم محسوس کریں۔ تو وہ اس امر پر غور کریں۔ کہ سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا چار آدمیوں کو کیا حق حاصل ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ پہلے قوم کی رائے معلوم کریں۔ کاش وہ کونسلوں میں وائسرائے اور گورنروں کے طرز عمل پر اعتراض کرنے سے پہلے خود بھی اپنے گریبانوں میں منہ ڈال لیا کریں۔ کہ جس خود رائی کا الزام وہ ان کو دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ خود رائی کے الزام خود ساختہ لیڈر خود ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ کانگریس ٹینٹ فارم پر کا مجمع جہاں تک خود ساختہ اسلامی لیڈروں کا تعلق ہے۔ سو فیصدی انتقامی جذبات سے مغلوب ہے ہجرت عدم تعاون۔ سودیشی۔ سول نافرمانی گورنمنٹ کی بعض ملازمتوں کا حرام کیا جانا یہ سب اقی انتقامات کی جھلکیاں ہیں۔ آخر محمد علی اور آزاد انسان ہیں جسرت یا شوکت علی۔ مظفر علی یا کچھ انسانی جذبات سے بالاتر نہیں ہیں جن کو بار بار گورنمنٹ سے زکیں پہنچی ہیں۔ اور جو جیل خانوں میں تمام قیدیوں کی حیثیت سے بھیجے جا چکے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کے خلاف انتقامی جذبات سے بھلا نہیں ہو سکتے۔ آفتاب کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا ممکن۔ مجھین کا آپس میں مل جانا قرین قیاس لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ اوپر کے ذکر کئے ہوئے عناصر انتقامی جذبات سے پاک ہوں۔ وہ مصائب پر مصائب اٹھاتے ہیں۔ لیکن اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے ادھر تو اسی خیال سے کہ لوگوں کی نظر دنیں جس رہنمائی کے مقام اعلےٰ تک وہ پہنچے ہیں وہاں سے وہ گر جائیں گے۔ ادھر گورنمنٹ کے سامنے ہار ماننی پڑے گی۔ یہ ضد یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ اگر کوئی سنجیدہ اخبار ان کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ میں خانے سے وہ زیادہ سمجھدار ہو کر نکلے ہیں تو اس کی تردید کی جاتی ہے۔ پس جس خطرناک راستہ پر وہ خود پڑ گئے ہیں۔ اور قوم کو لے جا رہے ہیں۔ وہاں سے ایک انچ علیحدہ نہیں ہوتے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ آنے والی نسلوں تک میں ہمیشہ کیلئے بزدلی کا ٹیکہ ان کے ماتھے پر لگ جائے۔ لیکن یہ سب امور ان کی کھوکھلی اور ننگ خیالی پر اور زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ حالانکہ عزت و بڑائی کی یہ بھی ایک علامت ہے۔ کہ انسان اپنی غلطی کو جب معلوم کرے۔ اس کا اعتراف کرے۔ بعض نازک طبع کو وہ غلطی محسوس کرتے ہیں۔ اور پھر اس کا اعتراف نہیں کرتے یا اپنے طریق عمل میں اصلاح کرنے سے بچتے ہیں۔ لیکن ہر چیز کی آخر کو حد ہوتی ہے انسان جھوٹ بول سکتا ہے۔ لیکن واقعات جھوٹ نہیں بولتے چشم واقعات بینہ سے آنکھیں بند کر لینے اور اس سے سبق حاصل نہ کرنے کا کیا نتیجہ نکلا۔ اگر وہ موجودہ واقعات پر بھی قوم کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور ان کا یہ طریقہ دیدہ و دانستہ نہیں ہے۔ تو پھر ہم انہیں ایسے نادان دوستوں کی فہرست میں رکھیں گے۔ جن سے محفوظ رہنے کے لئے ہر زمانہ میں ہر انسان نے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں ہمیں منظور نہیں چاہتا۔ کہ ہم انہیں نادان دوست کہیں کیونکہ سب غیر موافق حالات کے ہوتے اور مہلک نتائج کو دیکھتے ہوئے قوم کو اسی خطرناک راستے پر چلائے جانا نہیں چاہتا۔ جس پر اسی ہمدرد کے مشابہ بنا رہا ہے جس نے بلی کے ہاتھوں آگ میں سے انڈے نکلوائے تھے۔ پس قوم کو بھی جسم قومیت کے ہاتھوں آگ میں سے انتقام کے انڈے نکلوا رہی ہے۔ بہر حال وہ بدنیت ہوں۔ یا نیک نیت بد دیانتی سے خطا راستہ اختیار کئے ہوئے ہوں یا دین داری سے اپنے آپ کو راہ سمجھتے ہوں۔ واقعات زور سے اس امر کی تائید کر رہے ہیں۔ کہ وہ قوم کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ ہجرت کی تحریک پر جو رہی ہے واقعات اور پھر اسی قسم کے ایسے امور پے در پے واقعہ ہو رہے ہیں جن سے قومی نرخی کی مسافت شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ سول نافرمانی کے ریزولیوشن کو پاس کرانا ہی ایک ایسا امر ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے۔ کہ تدبر سیاست کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ اور کانگرس جو ایک وقت میں متین مدبروں اور پختہ دل رکھنے والی جماعت سمجھی جاتی تھی۔ اب ایک حد سے زیادہ تک انتقامی جذبات کا ٹین بن رہی ہے۔ یہ صرف ہمارا رائے نہیں بلکہ ہر ایک دور بین یہی خواہ ملک کی جو قوم کو صحیح راستہ پر لیجانا چاہتا ہو۔ یہی رائے ہے۔ بجز تازہ زخم خوردہ لیڈروں کے اعتدال پسند ہوا خواہی۔ اور تدبیری طریق عمل کا خواہاں ہر شخص سے امید ہو سکتی ہے۔ اس کا جواب بھی ہم اس کے کہ کانگرس کے ریزولیوشنوں۔ سول نافرمانی آئندہ کانسل بدیشی کا بائیکاٹ پر پھر لگانے تحریک ہجرت۔ امرتسر میں مسلمانوں کے لئے سول نافرمانی کا ہاویہ تیار کرنے کے واقعات کی زبان سے زیادہ فصاحت سے سنا جا سکتا ہے۔ آہ یہ بھی ایک وقت آنے والا تھا۔ کہ عوام مسلمانوں کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے بیکس جانوروں کی طرح نچایا جا کر اپنے انتقام جذبات سے اور ایک جاندار خدا کی شان ہو کہ یہی سٹرھو و نابن کر مسلمانوں کے لئے ہی امور فیصلہ کرنے کو بھی تیار ہو جائے ہیں۔ خدا ہی اور ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیڈروں کے فیصلے جنہیں کسی معنے میں بھی فیصلہ نہیں کہا جا سکتا۔ ان کے تدبر سیاست دانی اور ہمدردی قوم کے پردہ کو فاش کر رہے ہیں۔ ہم نے مولانا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہاں آج کل کے مولویوں سے مراد نہ لی جائے بلکہ اس سے حقیقی مولوی مراد ہیں۔ ورنہ آج کل کے مولویوں کی حقیقت تو مشہور فتوؤں سے ہو چکی ہے۔ جس کی بہت بڑے اونچے مقام سے بیباکانہ طور پر کہا جا چکا ہے کہ اگر اس فتوے کے خلاف عمل ہوا۔ تو مولویوں کو اس پر اصرار نہ ہوگا۔ اور کہ یہ فتوے دستی فتوے کے خلاف عمل کرنے نہیں سدراہ ہوگا۔ بعض [illegible]

حضرات بھی بیمار ہو کر خود بھی شریک تھے۔ خون کے آنسو بہا رہے ہیں اور
ان حضرات کو اس جگہ میں جگہ ایں گے جس کی دنیا میں کچھ کیا ہو۔ کیونکہ
انتقام سے خلو نہیں ہیں۔ بلکہ جب ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے
وہ اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ مبارک ہیں ایسے لوگ اور مبارک ہیں ان
کے کام جب اس امر کا ہے۔ کہ ہمارے برادران وطن جو ہر حیثیت سے قابل
احترام ہیں۔ اکثر سیاسی معاملات میں اعتدال پسندی اختیار کرتے ہیں
ہیں۔ مگر ہمارا آفیشل مسلم خیال ہے کہ کوئی یہ دیکھے کہ ڈوبتے
مسلمانوں کی انگلیاں پکڑ کر انہیں ہر ایسے قدم پر لئے جاتے جو ڈوبنے
تباہی کے قریب پہنچا تا ہے برادران وطن بعض سیاسی معاملات میں
اعتدالی لیڈروں کو اعتدال مدنظر رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مگر وہ
ہمیشہ اپنا چہرہ کان ان کی طرف کرتے ہیں جب یہ حالات ہوں تو پھر
ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بدقسمتی میں کیا شبہ ہو
سکتا ہے۔ کہ ان کی محنت کے چشمے ناتجربہ کار اور ایسے ناتجربہ کار
لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو سے بڑھ کر ناتجربہ کار اور بدحالات حاضرہ
سے ہونے نا واقف ہیں۔ اگر اس ناتجربہ کاری کے ساتھ ہمدردی کا
جذبہ بھی ہوتا۔ تو بھی بھلے تھے یہ ایک دو تسلی ہو سکتی تھی۔ مگر یہ
افسوس ہے کہ وہ ہمدردی بھی نہیں ہے۔ چونکہ ہمدردی کا
انتظامی جذبات نے جگہ لی ہوئی ہے۔ اگر ان انتظامی جذبات کا
استعمال نیچوں خود حکومت موجودہ کے خلاف کہ یہ ہمیں ہو گا۔ تو
مسلمانوں کی اس میں ایک آواز بنایا جاتا ہے۔ اس واسطے ہمیں
زیادہ اور محض مسلمان ہی متعلق بدلا جانے کی وجہ سے وہ قومی
تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں تیزی کے ساتھ جا رہے ہیں۔ ان کا قومی ہمدرد بھی
قومی حالت کو نہیں سمجھتا۔ اب ایسے اصحاب کی بے محابانہ نشتروں کا تختہ
مشق بنا ہوا ہے۔ جنہیں پیٹ کا ہلکا ہے۔ کہ وہ سرحدی کے بارے میں کہا
دوسرا بات ہے۔ کہ وہ ڈاکٹری سے اتنے عہدہ دار ہیں۔ جتنا کہ قطب شمالی
سے کتب فروشی۔ اپنے موجودہ مسلم لیڈروں کی حالت دیکھ کر مجھے
ایک پرانی مثال یاد آتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک گاؤں میں ایک اونٹ چلا
جا رہا تھا۔ گرمی سے بیتاب ہو گیا۔ وہ گاؤں میں ہی بیٹھ گیا
وہیں جہاں وہ بیٹھا تھا۔ وہاں گاؤں کے خشک کا تھوڑا سا پانی جاتا
ایک گڑھا سا بن گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں کیچڑ ہو گئی۔ اونٹ پھسل ہو گیا
لوگ جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک سمجھ دار شخص نے
اونٹ کو اٹھا دیا۔ ایک پتھر اس کی گردن کے نیچے
جھکے کے نیچے رہا۔ اور ایک پتھر جھکے اوپر کا حصہ کوٹنا
شروع کیا۔ دو تین ضربوں میں ہی خرد وہ ٹوٹ
گیا۔ جو اونٹ نے نگل لیا۔ اور ہی ہوئی جگہ دب گئی
اور اونٹ بھلا چنگا ہو گیا۔ ایک صاحب نے جنہیں
ضیافت تو درکنار عام سمجھ سے بھی حصہ نہ ملا تھا۔
اس تمام نزکیب کو دیکھا۔ اور اسے اپنی معلومات
میں ایک قابل قدر اضافہ سمجھ کر بے چین تھے۔
کہ کہیں موقعہ ملے۔ تو اپنی اس قابلیت کا اظہار کریں
چنانچہ آخر موقعہ مل گیا۔ وہ ایک ایسے گاؤں میں
پہنچے۔ جہاں ایک دو شخصوں کی گردنوں میں گھینگے تھے
ہاں میں ایسے گھڑ کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھ کر
[illegible] کا علاج کر دوں۔ چنانچہ مشتری
[illegible] جو ان کی ہی ہے مریض

کا کام تمام ہو گیا۔ لوگ جاہل ضرور تھے۔ مگر بیوقوف
نہ تھے۔ جیسے آج کل کے مسلمان تھے۔ کہ بار بار پنجے
اپنے معالجوں کی نادانیت کو دیکھتے ہیں۔ اور
آزماتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے اعتقاد میں فرق
نہیں آتا۔ چنانچہ انہوں نے حکیم صاحب کو بغلوں
سے پکڑا اور کہنے لگے۔ تو نے ہمارا آدمی ضائع کر
دیا ہے۔ اب ہم بھی اسی طرح تجھے جہنم واصل کریں گے
حکیم صاحب نے منتیں کیں۔ لوگ بھی گو جاہل
تھے۔ مگر بے رحم نہ تھے۔ حکیم صاحب کی گریہ وزاری
دیکھ کر دل نرم ہو گئے۔ انہوں نے قصاص سے
تو در گزر کی۔ لیکن سزا کے طور پر قبر کھودنے کا
کام اسی طبیب کے ذمہ ڈالا۔ پہاڑی ملک تھا
طبیب کو قبر کھودنے میں وہ تین دن لگے۔ اور
جس مصیبت کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ ان کا ہی
دل بہتر جانتا ہے۔ گو وہاں کے لوگوں نے اپنا
ایک آدمی کھو دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ قبر کھودنے
پر پندرہ بیس روپے جو ان کے صرف ہوئے تھے
وہ بھی تو انہی نے بچائے۔ اور طبیب کو انہوں نے
اپنے گاؤں سے تو بہ تو بہ کر کے نکال دیا۔ کہ وہ
پھر کبھی ان کے گاؤں کا رخ نہ کرے۔ غرض خلاص
کیفیت کے ساتھ طبیب صاحب ایک صحیح سالم
کو دوسری جگہ چلے گئے۔ جب قبر کھودنے کی
کوفتوں کا اثر دل و دماغ سے اترنا شروع
ہوا۔ تو اس نے پھر اپنی عادت سے مجبور ہو کر
طبابت کا اعلان کر دیا۔ لوگ تو ہم پرست
ہوتے ہیں۔ آنا شروع ہو گئے جنہیں گھینگے
کا عارضہ تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ حکیم صاحب اس
کا بھی کوئی علاج ہے۔ اگرچہ حکیم صاحب کو اچھی
طرح یاد تھا۔ کہ وہ اس سے پہلے ایک گھینگے کے
مریض کو مار چکے ہیں۔ لیکن شامتہ اعمال انہیں اس
خیال سے جرأت ہوئی۔ کہ ممکن ہے۔ وہ پہلی
مشق تھی۔ اس وجہ سے ناکام رہی ہو۔ اس خیال
کے آتے ہی انہوں نے کہا۔ کہ اس کا علاج تو
کر دوں گا۔ لیکن یہ شرط ہے۔ کہ میں قبر نہ کھودوں گا
گویا ان کے علاج کا نتیجہ یقینی موت تھا۔ وہاں کے
لوگ بھی اگرچہ ان پڑھ تھے۔ مگر عقل سے بے
بہرہ نہ تھے۔ انہوں نے کہا اگر یہ بات ہے
تو پھر برائے مہربانی کسی ایسی جگہ تشریف
لے جایئے۔ جہاں کے لوگ جینے سے اکتائے
ہوں۔ بیچارے کو وہاں سے بھی جانا پڑا
اس طبیب کو خواہ آپ کچھ کہیں۔ خود غلط
سمجھیں۔ مگر یا اپنے تجربات کو انسانی زندگیوں پر
آزمانے والا کہیں۔ یا ایک ایسا جاہل اولوالعزم
کہیں۔ جو بار بار غلطی کرتا ہے۔ اور پھر اس
میں اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ہم

کو اس کی راستبازی میں شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔
کیونکہ اس نے دوسری ہی منزل میں صاف کہہ دیا تھا
کہ علاج تو کرا لو۔ لیکن قبر مجھ سے نہ کھودوانا۔ گویا
دوسروں کو بھی اس نے ایک گلی حقیقت سے آگاہ کر دیا
تھا۔ تاکہ وہ بھی اپنے نفع نقصان پر غور کریں۔ لیکن
ہمارے خود ساختہ رہنما اپنی کمزوری کا بھی اظہار
نہیں کرتے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو کوئی موقعہ ہی
نہیں دیتے۔ کہ وہ بھی اپنے نفع نقصان پر غور
کر سکیں۔ بلکہ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔ کہ مرتے بھی
ہیں۔ اور اپنی قبریں بھی خود ہی کھود دیتے ہیں
اور ہمارے طبیب اس پر اظہار افسوس بھی نہیں
کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اظہار افسوس
کرنا ان کے زخموں کو تازہ کرنے اور نئی جاہلانہ
غلطیوں پر از سر نو روشنی ڈالنے کے برابر ہو گا۔ اسلئے
وہ خاموش ہی رہتے ہیں۔ اور خاموشی بھی اس
طرح کہ گویا کوئی خلاف معمول بات ہی نہیں ہوئی
یہی سبب ہے کہ ہوتے ہیں طبیب طول
جو چل بسے کوئی ان کے علاج سے بیمار
وہ جانتے ہیں کہ چپ جانگی خطا ہم پر
کیا طال کا اپنے گر اس جگہ اظہار

پس اور مسلمانوں اور ان کے قومی لیڈروں کی حالت
کیفیت میں گو ایک قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔
مگر ایسی مشابہت نہیں۔ جسے مشابہت تامہ کہتے ہیں
کیونکہ اس مثال کے لوگوں کے لوگوں نے قبریں تو حکیم
صاحب سے کھدوائی تھیں مگر یہاں مسلمانوں کو حرام موت
مرنے کے لئے اپنے آدمی بھی قربانی دینے پڑتے ہیں
اور قبریں بھی خود ہی کھودنا پڑتی ہیں۔ وہ آدمی
بھی سمجھ دار تھے۔ بقول اس کے کہ موسن ایک سوراخ
سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ انہوں نے علاج کے آئندہ
تباہ کن نتائج کو شگوفہ ہی میں دبا دیا تھا۔ مگر دور حاضر
کے مسلمان کسر ستواری کی طرح ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسے
جا رہے ہیں۔ اور اضداد کی تدبیریں نہیں کرتے۔ چونکہ خود
ساختہ رہنماؤں میں طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاوہ قانون
دان اصحاب بھی ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ وہ تمام ذمہ واریاں
کو مسلمانوں پر ہی اس طریق سے عاید کرتے ہیں۔ کہ خود قبریں
بنانے کی منفعت اور معاوضہ کی ذمہ واریوں سے سبکدوش رہتے
ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ علاج دھڑا دھڑ ہو رہے ہیں۔ اور زندہ
مردوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ چونکہ علاج باہمی رضامندی سے
ہوتا ہے۔ تاریخ کی ذمہ واریاں دونوں میں ہی محدود رہتی
ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں ہے۔ کہ اس مثال
والے لوگوں کی حالت اور حاضر کے مسلمانوں کی حالت سے
کہیں بہتر اور بہتر ہونے کی وجہ سے قابل رشک تھی۔ وہ بات
میں بھول گیا۔ کہ ان حکیم صاحب کی کچھ فیس بھی تھی۔ انہوں
نے بلا فیس قبرستان آباد کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ مگر لاکھوں
روپے فیس کے لیے جا کر ملک کو آباد کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا

ہمارے سیاسی ڈاکٹر کچھ قانون کی زد سے ایسے بچے ہوئے ہیں۔ کہ نہ انہیں ایسے علاج شروع کرنے کے لئے کسی سند کے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ کسی طبیہ کالج میں تعلیم پانے کی۔ محض مریض کی رضامندی سے کہ علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور نتائج۔ جس میں موفی فیصدی نتیجہ موت پر ختم ہوتا ہے۔ کی ذمہ داری مریض پر ڈالدی جاتی ہے۔ آپ ان لیڈروں سے مل کر اگر اس کے متعلق دریافت کریں۔ تو وہ بھی اسی حکیم کی طرح تجربہ کو اپنا رہنما بتا دیں اور نہایت بے تکلفی سے جواب دیں گے۔ کہ فرانس میں ایسا ہوا امریکہ نے بھی یہی کیا۔ انگلستان میں ایسا ہوتا رہا۔ آئرلینڈ میں ایسا ہو رہا ہے۔ مصر نے یہی راستہ اختیار کیا ہوا ہے ترکستان جیل میں جا چکا ہے۔ غرض اسی سے تجربہ حاصل کر کے انہوں نے ایسے علاج شروع کر دیئے ہیں۔ ان سب ملکوں نے اسی طرح نجات پائی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمانان ہند نجات کیوں نہ پا سکیں۔ مثال کے طور پر صاحب زیر نظر بھی اونٹ کے علاج کا گذشتہ تجربہ بتاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ مرض کی تشخیص نہ ہو۔ لیکن دوا کے طریق علاج کے اپنے میں مطابق ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہی دعوٰی ہے۔ جس میں جاہل مسلمان اور نااہل ڈاکٹر پڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ ریفارمر ہیں۔ مگر بیشک ایسے ریفارمر ہیں۔ جن کی نسبت حالی کو کہنا پڑا ہے۔

دھونے کی ہے اے ریفارمر مرجا باقی
کپڑے پہ ہے جب تک دھبا باقی
دھو شوق سے دھبے کو پر اتنا نہ رگڑو
دھبہ ہی باقی کپڑے پر نہ کپڑا باقی

اس امر کا صدمہ تو تھا ہی۔ کہ غیر ذمہ دار نوعمر ناتجربہ کار قوم کی قوم انتقام طلبی کی قربان گاہ پر چڑھا رہے ہیں۔ اور اپنے نمود و شہرت کی خاطر اسے عذاب عظیم میں مبتلا کر رہے ہیں۔ لیکن اس سے بڑھ کر صدمہ اس بات کا ہے۔ کہ ہمارا طبقہ خواص کیوں خاموش بیٹھا ہوا اس حسرتناک منظر کو دیکھ رہا ہے۔ موہوم سند و سلم اتحاد کے وقت ہوتے تو اندیشے بھی ان لیڈروں کی دقت و اہمیت میں ضرور اضافہ کیا ہے۔ لیکن اس قسم کے عارضی بنگاموں سے جہلا کی طبائع متاثر ہونا چاہئے تھیں۔ نہ یہ کہ سنجیدہ اصحاب اس سے متاثر ہو جاتے۔ ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجائے۔ کہ جس سیاسی طرز عمل میں سے مزعومہ لیڈر مسلمانوں کو اب گذار رہے ہیں۔ اور جس سے ہوا کا بر قوم نجدیت تماشائی اس تمام طوائف الملوکی کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ بحیثیت قوم مسلمانوں کے تدبر اور ذہانت جامع تو نہیں ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ چند شریر عناصر کے انتقامی جذبات عارضی طور پر گورنمنٹ کو ہنگامی مشکلات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کا مستقل نتیجہ یہ ہے۔ کہ قوم کا مستقبل تاریک ہوتا جاتا ہے۔ اور قوم کے نوجوانوں میں متانت اور سربلندی کی بجائے۔ ضد۔ ہٹ دھرمی اور نخافت پیدا ہو جاتی ہے۔ اخلاق کا یہ تنزل ایک ایسی بلا ہے۔ جس کی تلافی سو راج سے بھی نہیں ہو سکیگی۔ پس اب بھی وقت ہے۔ کہ ہندوستان کے بہترین دماغ اس آگ میں کود پڑیں۔ جس سے انکی شہرت ہو جائے۔ اور خود بدولت چھ جیل میں چلے جائیں۔ اور اس طرح بقائے دوام و شہرت عام کا سہرا ان کے سر بندھ جائے۔ مگر ہر ایسی تحریک مسلمانوں کی قوم کیلئے ایک جھٹکا ثابت ہوگی۔ جو اس کی ترقی کی رفتار کو صدیوں پیچھے ڈالدیگی مسلمانان کمبوشید جامہ زنان پوشید۔ اگر یہ پالیسی درست ہے۔ تو اس آگ میں کود پڑو۔ ورنہ جو اس آگ کو سنگار رہا ہو۔ اسپر ثابت کر دو کہ وہ تباہی ہے۔ اور چاہے تو فوج کشی کر سکتا ہو۔ آہ کیا ہم یہ سمجھیں۔ کہ پنجاب کے مسلمانوں نے اصابت رائے کا دیوالہ نکال دیا ہے۔ اور طوائف الملوکی کو ٹیک کہنے کو تیار ہیں۔ افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دور بین اور سچے ہمدرد سب کے سب قبر میں پہنچ چکے ہیں۔ اور قلت ضنائے عرائم کہنے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ دانائی و تدبر کے جوہر مفقود ہو گئے۔ اور جذبات انتقام کی آندھیاں اسلامی ہند کے سر و سینہ منڈلا رہی ہیں۔ آل انڈیا اور متانت رخصت ہو رہی ہے۔ اور عقلاء نہ حرکات اپنا مقام کر رہی ہیں۔ ہمارے فلسفی شاعر مشرق کو اپنا پیغام بھیجنے میں تامل تک نہیں کرتے۔ زندگی کے نئے فلسفے ایجاد کئے جاتے ہیں۔ افغانستان کے طریق حکومت کے راگ گائے جاتے ہیں۔ مگر یہاں کی سیاسی بدمذاقی پر ایک حرف بھی زبان قلم سے نہیں نکالا جاتا۔ ہمارے قانون دان طبقہ کی قانونی موشگافیاں عدالتوں کے کمروں تک محدود ہیں۔ کونسل کے امیدوار وکیلوں کی نمدگداز کے لئے دورہ میں مصروف ہیں۔ علماء ایک دوسرے کی تکفیر میں مشغول ہیں۔ سجادہ نشین قوالی کی محفلوں کے انعقاد میں ہوئے ہیں۔ مگر آہ اس طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ کہ جسم قومی نزع کی حالت میں ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اور جاہل ڈاکٹر اور طبیب کے حضور بدنی کاٹنے میں مشغول ہیں۔ یہ کس کو فکر ہے۔ کہ ہندوستان کی اسلامی سیاسیات میں ایک وقت ایسا بھی آجائیگا۔ کہ ہوکر شورہ پشتوں کی حکومت ہو جائیگی۔ اور اسلامی سیاسی پروگرام ناجرکار وجوش انتقام مغلوب جذبات کے ہاتھ نہیں پڑ جائے گا مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں ایک خاص سیاسی پروگرام قوم کے سامنے پیش کروں کیونکہ یہ بھی ایک ذاتی رائے ہوگی۔ یہ قوم کا کام ہے۔ کہ وہ اپنے لئے کوئی خاص مفید پروگرام تیار کرے۔ اور پھر اسپر عمل پیرا ہو۔ بس میں قوم کے جلد و کلا ایڈیٹران اخبارات و پبلسٹروں رسالہ نگار عمائد۔ تاجر۔ زمیندار ان اہل الرائے اور خاص خاص جماعتوں کے پیشواؤں۔ اور غیر سرکاری مجلس نیابتی مختلف صوبجات ممبرانا اور خصوصاً خان بہادر شیخ عبدالقادر لاہور۔ سر محمد اقبال لاہور شیخ نیاز علی صاحب کیس لاہور۔ خواجہ دل محمد صاحب۔ مسٹر ظفر اللہ خان بیرسٹر اکبر علی صاحب بیرسٹر۔ چوہدری شہاب الدین صاحب کیس لاہور خلیفہ محمد حسن صاحب جماعت احمدیہ قادیان۔ مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر جماعت احمدیہ لاہور۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب علیگڈھ۔ مسٹر رضا علی صاحب۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ مسٹر محمد امین بیرسٹر ایٹ لا۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ شیخ محمد حسین صاحب پال گھاٹ مالابار۔ مسٹر محمد عبداللہ کھنڈوک منشی مجبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار۔ ایڈیٹر صاحب مسلم آؤٹ لک لاہور۔ سر محمد شفیع۔ ایڈیٹر صاحب کیس امرتسر مکاتیب میں ذکر کرنے سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایسا سیاسی پروگرام مسلمانان ہند کے لئے تیار کر دینگے۔ کہ راہ بہبودی ایک ایسا سیاسی پروگرام مسلمانان ہند کے لئے تیار کریں۔ جو حقیقی معنوں میں مسلمانان ہند کے لئے کافی و نمائندہ کہلانے کا مستحق ہو۔ اور اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ انصار اور صوبہ وار کنونشنیں مقرر کی جاکر ضلع اور صوبہ سے نمائندے طلب کئے جائیں۔ اور بعض بحث کے بعد کوئی پروگرام تیار کیا جائے۔ اور اس سے کافی عرصہ پہلے مضامین بحث طلب کی فہرست غور فکر کے لئے تمام ہندوستان میں شائع کر دیا جائے۔ اس طرح ایک صحیح طریق عمل منتج ہو سکے گا۔ ممکن ہے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کچھ وقت اور مزید سوال جواب کی ضرورت ہو۔ لیکن یہ ایسا سوال نہیں۔ جو ایک متحدہ اسلامی سیاسی پالیسی کا قائل ہی حاصل نہ ہو سکے۔ اور جو اسکے گرامی ہونے پر ایمان نہیں کہ یہ مقصد نہیں کہ یہ کوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مجربات خاص

۱۔ حب مسیح۔ عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و دلدہ مفاصل اور خرابی جنین و امراض اطفال و درد شکم و تبض و بخار و کھانسی اور ڈبہ وغیرہ کے لئے از حد مفید اکسیر ہے۔ قیمت فی بیکڑہ ۱؎

۲۔ کشتہ طلا۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے۔ تقویت اعضاء رئیسہ دماغ۔ جگر۔ معدہ اور باہ کے لئے ایک بیش بہا چیز ہے۔ نہایت درجہ کا فرحت افزا اور حفظ صحت کے لئے بس اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک وقفہ ضرور آنہ ۱ کا فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی خوراک ۱/۶ اور فی بیکڑہ ۵ خوراک تیس روپے۔

۳۔ معجون مقوی اعصاب۔ جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب و دماغ ہے۔ قیمت فی دو تین فی بیکڑہ ۱ پانچ روپے

۴۔ روغن اکسیر اعصاب جو تمام قسم کی بد اعتدالیوں کے تدارک کے لئے اور کمزور نظام عصبی کی تقویت کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ۱؎

۵۔ اکسیر جریان۔ جو مسک اور بہی ہونے کے علاوہ دوائیں ہونے والے مادوں کو روکنے اور بحال رکھنے کے لیئے بس ایک تریاق ہے فی ہفتہ ۲ روپے۔

۶۔ اکسیر سوزاک جو نئے اور پرانے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کر دیتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے ۱؎

۷۔ اکسیر نسوان جو ایام ماہوار کی بے قاعدگی اور تمام تکلیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ اس دوائی کو اثر سے مولا کے فضل سے بہت حسرت کدہ کمبر آباد ہوئے۔ قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کے لئے ۱؎

۸۔ سرمہ مروارید۔ یہ سرمہ منجانب بصارت لیئے نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے جس نے اس کے تھوڑے استعمال سے عینک کو ترک کر دیا۔ ایسا ہی۔ پرانے لکروں کے لئے بھی سفید بلکہ مجسم نور ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی قوطی ۱ روپے۔ نوٹ۔ ہم نے اپنی ادویہ کے خواص و صفات بیان کرنے میں یہ رعایت تہذیب عمداً اختیار کی ہے کام لیا ہے۔ ورنہ ان تمام امراض و مردانہ و زنانہ کے لئے جن میں آج ایک دنیا مبتلا ہو۔ اور جن کو طبیبوں کے سامنے بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ بینظیر ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ قیمتیں واجبی رکھی گئی ہیں۔ خاکسار۔ محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

ر تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ "حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے۔ کہ اخلاص اور محبت سے بنائی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوں گی۔ خاکسار مرزا محمود احمد

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات دفیرہ کو محفوظ کرنے میں ہمیشہ سعی کی ہے۔ اس وقت تک ملفوظات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جانثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ میری قادیان کی غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا۔ میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے۔ ترتیب دے رہا ہوں چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد عنقریب تیار ہونے والی ہے۔ اس جلد میں حضرت چوہدری رستم علیخاں صاحب کے نام مکتوبات ہیں چوہدری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے۔ اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایک منٹ کے لئے بھی کوئی ابتلاء نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے ملے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ مکتوبات کی اس جلد کیساتھ حضرت صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں۔ اس لئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے۔ کہ چوہدری صاحب کی سوانحعمری کے متعلق کوئی واقعات انہیں معلوم ہو۔ تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے۔ کہ احباب کثرت سے ان کو خریدیں۔ درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں۔ بیکہرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے اشدھی کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا ہے۔ اس کتاب اس مسئلہ کی حقیقت علمی تاریخی حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے۔ کہ بے اختیار مصنف کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بیحد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ اور اس کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے۔ ۱۴۲ صفحے کی کتاب ہے۔ اور عمدہ جلد کے ساتھ دفتر الحکم سے ملیگی مصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب امروہی مونگیری کی تالیف ہے۔

دفتر الحکم کی کتابوں میں خاص رعایت

اللہ تعالیٰ کے بعض خاص فضلوں اور انعامات کی بطور شکر گزاری کے لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل کتب ذیل کی رعایتی قیمت پر دی جائیں گی۔ اور یہ میعاد آخر جنوری ۱۹۲۳ء تک ہو گی

ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹس اور حضرت مسیح موعود کی تصنیفات سے اخذ کر دہ تفسیر کر کے پارے مرتب کئے تھے اور جماعت میں قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کا سب سے پہلا موقعہ اس خاکسار کو ملا۔ یہ پارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول بھی ہوئے ہیں اس وقت دفتر الحکم میں پارہ نمبر ۱۵ اور ۱۶ اور ۱۷ دو پارہ نمبر ۲۰ موجود ہیں۔ ۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ کی بھی چند کاپیاں ہیں۔ اس پہلے ایک پارہ کا ایک روپیہ ہوتا رہا ہے اب پارہ نمبر ۱۵-۱۶-۱۷ دو ۲ کے یکجائی خریدار سے صرف دو روپے لئے جاویں گے زیادہ کے خریدار سے اور بھی رعایت ممکن ہے

حضرت مسیح موعود کی سوانحعمری حضرت مسیح موعود کی لائف کے سلسلہ میں پہلے دو نمبر قیمت ہر دو کی جو چھپے ہیں ۔ ۱۲ ۔ اس سوانحعمری کے سلسلہ میں شمائل و اخلاق کی جلد تیار ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز جب پر نکل جاوے گی۔

تہذیب بچوں کو اخلاق و آداب سکھانے کا سلسلہ اس چھوٹے سے رسالہ میں اطہار طہارت سکھائے گئے ہیں۔ قیمت ۱؎

مکتوبات احمدیہ حضرت مسیح موعود کے مکتوبات قیمت فی جلد ۱۲؎

ادعیۃ القرآن قرآن مجید کی دعائیں جو قاضی اکمل نے ترجمہ کی ہیں

برہان الحق۔ عیسائیوں کی تردید میں ایک چند اور لاجواب رسالہ قیمت ۱/۶

احمدی خاتون کے فائل

رسالہ احمدی خاتون کے کچھ فائل بھی دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ اور وہ مکمل ہیں۔ ہر ایک سال کے فائل قیمت ۱؎ اس رسالہ میں مستورات اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

تاریخ مالابار۔ مجاہد مصری کی مدد ہے۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئے۔